

مارنا چاہتی ہو مجھے۔۔۔۔۔ ضرار نے بازو پکڑ کر اسے اپنے سامنے کیا۔

میری بلا سے مروا جیو مجھے کیا اور چھوڑو میرا بازو۔۔۔۔۔ جنگلی

سیمل نے بازو چھڑوانا چاہا جس میں ضرار کی انگلیاں گڑی ہوئی تھیں۔

تم پھر سے پہلے کی طرح بد تمیز ہوتی جا رہی ہو سیمبل۔۔۔ وہ تحمل سے بولا

تو چھوڑ دو پھر۔۔۔ مجھ جیسی بد تمیز کو اور لے آؤ کوئی اپنے جیسی تمیز دار۔۔۔ سیمیل بد تمیزی سے بولی

تم جانتی ہو۔۔۔ تم اس وقت کیا کہہ رہی ہو۔۔۔؟؟؟

ہاں جانتی ہوں اچھے سے جانتی ہوں کیا کہہ رہی ہوں اور پورے ہوش سے کہہ رہی ہوں

کہ دے دو طلاق مجھے اگر۔۔۔

سیمل۔۔۔۔۔ ضرار کا ہاتھ اٹھا تھا مگر گرینی نے اس کا ہاتھ تھام کر روک لیا تھا۔۔۔

کیا کر رہے ہو ضرار میں نے ہر گز تمہاری تربیت اس طرح نہیں کی۔۔۔ گرینی دکھ سے بولیں

دیکھ لیا ناں آپ نے۔۔۔ کہتیں تھیں میرا بیٹا عورت کی عزت کرنا جانتا ہے۔۔۔ یہ۔۔۔ یہ جانتا ہے آپ کا

بیٹا۔۔ سیمل نے چلا کر گرینی سے کہا

چلاؤ مت سیمل تم اسوقت گرینی سے بات کر رہی ہو۔۔

اونہہ۔۔۔ دیکھ لوں گی تم سب کو۔۔۔ جو جونک کی طرح چمٹ چکے ہو مجھ سے۔۔۔۔۔ وہ گھور کر کہتی تیزی

سے کیچن سے نکل گئی

کیا ہوا تھا جو سیمبل اس طرح ری ایکٹ کر رہی تھی۔۔۔۔۔ گرینی سیمبل کی بد تمیزی پر حیران ہوئیں

گرینی آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے چلیں۔۔۔۔۔ روم میں چل کر بات کرتے ہیں۔۔۔۔۔ ضرار گرینی کو انکے

روم میں لے آیا۔۔۔۔۔

لینا کر کمر کھلوا دیا۔۔۔۔۔

اب بتاؤ کیا ہوا تھا۔۔۔۔۔؟؟؟

پتہ نہیں۔۔۔۔۔ وہ بے زار سا بولا

تو پھر نوبت ہاتھ اٹھانے تک کیسے آگئی

گرینی ڈائورس کا کہہ رہی تھی وہ۔۔۔۔۔ اتنی چھوٹی سی بات پر وہ اتنی بڑی بات کر گئی۔۔۔۔۔ ڈسگسٹنگ۔۔۔۔۔ میں کیا

کیا کر رہا ہوں اس کو خوش رکھنے کے لیے اور وہ۔۔۔۔۔ وہ بالکل میری ریسپیکٹ نہیں کرتی گرینی۔۔۔۔۔ میں سمجھ

رہا تھا وہ مجھ سے انجانے میں ہوئی اس غلطی کو آہستہ آہستہ معاف کر دے گی

مگر شاید وہ ابھی بھی اسی بات کو لے کر مجھ سے نفرت کرتی ہے جس میں میرا کوئی قصور بھی نہ تھا۔۔۔۔۔ وہ

پریشان سا بولا

ضرار تم نے فحشی سے بات کی۔۔۔۔۔ ضرار کی

باتوں کے جواب میں گرینی یہ کیا پوچھ رہیں تھیں۔۔۔۔۔ ضرار نے حیرت سے گرینی کو دیکھا۔۔۔۔۔

وہ اصل میں۔۔۔۔۔ وہ ہچکچائیں

ایسے ہی پوچھ لیا میں نے۔۔۔۔۔ تم موڈ ٹھیک کرو اپنا میری جان۔۔۔۔۔ گرینی نے اس کے تھکے تھکے سے چہرے کو

ہاتھوں کے پیالے میں لے کر ماتھے پر بوسہ دیا

**Our FaceBook Page [www.facebook.com/mastiyan.com.pk/](http://www.facebook.com/mastiyan.com.pk/)**



سیمل کیا بچپنا ہے۔۔۔۔۔ تم جس دن سے آئی ہو ایسے ہی ری ایکٹ کر رہی ہو۔۔۔ میرے وجود سے بیزار ہو۔۔۔۔۔ جب بھی پاس آتا ہوں تم۔۔۔ تم یوں شو کرتی ہو جیسے میں کوئی اچھوت ہوں جو تمہیں چھوئے گا تو تم ناپاک ہو جاؤ گی۔۔۔۔۔ یہ سب جانتے ہوئے بھی میں اگنور کرتا رہا کہ ایک دن تمہیں بھی مجھ سے لگاؤ ہو جائے گا۔۔۔۔۔ مگر تم اب بھی اس طرح۔۔۔۔۔

میں نے جان بھوج کر تم پر تیزاب نہیں گرایا تھا جو تم ابھی تک اسی بات کو گھسیٹ رہی ہو۔۔۔۔۔ وہ بھی اکتا گیا تھا اس روز روز کی چک چک سے مجھے سونا ہے۔۔۔۔۔ سونے دو اپنا لپکچر بند کرو۔۔۔۔۔ سیمل نے کروٹ بدل لی ضرار غصے سے اسکی پشت کو دیکھتا رہ گیا۔

گرینی کے سمجھانے پر وہ سر جری کے لیے مان گئی تھی۔۔۔

سر جری کے بعد جب سیمل نے اپنا چہرہ آئینے میں دیکھا تو وہ بالکل بے یقین تھی۔۔۔ کہ یہ واقعی وہ ہے۔۔۔۔۔ اتنے عرصے بعد اپنے چہرے کو پہلے کی طرح صاف شفاف، خوبصورت دیکھ کر وہ بے یقین تھی۔۔۔

بہت اچھی لگ رہی ہو۔۔۔۔۔ ضرار ناجانے کب پیچھے آکھڑا ہوا جانتی ہوں۔۔۔۔۔

ہونس۔۔۔۔۔ آج ڈنر باہر کرتے ہیں۔۔۔ کیا خیال ہے۔۔۔؟؟؟

تمہارا خیال ہے اور تم جو مرضی آئے کرو مجھے بلا وجہ ہر جگہ مت گھسیٹا کرو

تم بیوی ہو اس لیے تمہیں ہی گھسیٹوں گا۔۔۔۔

مگر میرا موڈ نہیں کہیں بھی جانے کا۔۔۔۔ وہ بے زاری سے بولی

تو پھر کس کا موڈ ہے۔۔۔۔ ضرار شرارت سے پوچھتا اسکے ساتھ بیٹھا

سونے کا۔۔۔۔ وہ ضرار کی بات سمجھ کر فوراً بولی

مگر میرا موڈ تو جاگنے اور جگانے کا ہے۔۔۔۔ کان کے پاس سرگوشی کی۔۔۔۔

مجھے سونا ہے بس۔۔۔۔ اس لیے تنگ مت کرنا ورنہ۔۔۔۔

ورنہ کیا۔۔۔۔؟؟؟

میں گرینی کے روم میں چلی جاؤں گی۔۔۔۔ دھمکی دی

بابا بابا۔۔۔۔ اوکے سو جاؤ مگر گرینی کو ڈسٹرب مت کرنا۔۔۔۔

ضرار ہنستا ہوا لیپ ٹاپ کھول کر بیٹھ گیا۔۔۔۔

.....

گرینی کی طبیعت کافی خراب رہنے لگی تھی اس لیے وہ اپنے کمرے میں محدود ہو کر رہ گئیں تھیں اور اس بات کا

فائدہ سیمل نے بہت اچھی طرح اٹھایا۔۔۔۔

وہ انہیں میڈیسن دے کر روز ضرار کے آفس جانے کے بعد گھر سے نکل جاتی اور دو، چار گھنٹے باہر گزار کر واپس

آتی۔۔۔۔

وہ کہاں جاتی تھی۔۔۔۔ کیا کرتی تھی۔۔۔۔ کوئی نہیں جانتا تھا۔

.....  
اچھا فون رکھو۔۔۔ شاید ضرر آگیا ہے۔۔۔

دوسری طرف نا جانے کیا کہا گیا کہ وہ ہنسی ارے ہر گز نہیں ڈرتی نہیں ہوں میں

اس سے۔۔۔ بس لحاظ کرتی ہوں۔۔۔

ہاں ہاں بابا آرہی ہوں کل۔۔۔ پھر بات ہوگی

بائے۔۔۔

کس سے بات کر رہی تھی۔۔۔ ضرر نے کمرے میں داخل ہو کر پوچھا

فرینڈ سے۔۔۔ مختصر جواب آیا

کس فرینڈ سے۔۔۔ اس نے سرسری سا پوچھا

اب تم کیا میری فرینڈز کو جانتے ہو جو بتاؤں تمہیں۔۔۔

سیمل میں نے ایسے ہی پوچھا تھا تم سے مگر تم۔۔۔

اچھا بس۔۔۔ وہ بد تمیزی سے کہتی کمرے سے نکل گئی

پیچھے ضرر اس کے رویے سے اتنا تاواش روم میں گھس گیا۔۔۔

ضرر کی بھی برداشت کی حد ختم ہوتی جا رہی تھی اب۔۔۔

.....

گرینی کی آنکھ کھلی تو انہیں اپنے روم کے کھلے دروازے سے لاؤنج میں سے ہنسنے کی آوازیں آئیں۔۔۔ انہوں نے کلاک کی طرف دیکھا

مگر ضرار کے آنے میں ابھی بہت وقت تھا۔۔۔ تو پھر کون ہے سیمل کیساتھ۔۔۔؟؟؟

فصی۔۔۔ اُنکے دماغ میں جھماکا ہوا

میں نے پہلے بھی روکا تھا۔۔۔۔۔ اس لڑکی کو فحشی کیساتھ میل جول مت بڑھائے وہ کریکٹر کا اچھا نہیں مگر پھر بھی اُس سے مل رہی ہے۔۔۔۔۔

گرینی ہمکامی کرتیں، لڑکھڑاتی دروازے تک گئیں مگر وہاں سے لاؤنج میں نظر آنے والے منظر کو دیکھ کر

وہ زمین بوس ہو چکیں تھیں۔۔۔۔

ضرار کی طبیعت آج کچھ ٹھیک نہیں تھی اس نے آفس سے ہاف لیو لی اور گھر واپسی کے لیے چل دیا۔۔۔۔۔  
تقریباً یوں گھنٹے بعد وہ گھر کے سامنے تھا۔۔۔۔۔

لاک اوپن کیا اور تھکا تھکا سا چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا آگے بڑھا۔۔۔۔۔

مگر لاؤنج کے دروازے پر پہنچ کر وہ سہکت ہو چکا تھا۔۔۔۔۔



ضرار نے لاؤنج میں جو منظر دیکھا اسکے بعد اسکی غیرت بالکل گوارا نہیں کرتی تھی کہ وہ سیمبل جیسی کریکٹر لیس لڑکی کیساتھ زندگی گزارتا۔۔۔۔۔

اس نے لاؤنج میں سیمبل اور فصی کو دیکھا تھا۔۔۔۔۔ وہ دونوں ایک دوسرے میں مگن اس حد تک قریب تھے کہ شاید بیچ میں ایک انچ بھی فاصلہ ہو۔۔۔۔۔

فصی ہوش و حواس سے بیگانہ سیمبل کو مختلف زاویوں سے چھونے میں مگن تھا اور سیمبل وہ بھی اس سارے عمل میں برابر کا کردار ادا کر رہی تھی۔۔۔۔۔

ضرار کے پاؤں جیسے زمین نے جکڑ لیے تھے وہ آگے بڑھنا چاہ رہا تھا۔۔۔۔۔ وہ سیمبل کو مار دینا چاہتا تھا۔۔۔۔۔ وہ فصی کو۔۔۔۔۔

انفنف۔۔۔۔۔ وہ پوری طاقت سے چلایا  
سیمبل جو فصی کی گال پر ہونٹ رکھ چکی تھی۔۔۔۔۔ اس آواز پر ہوش میں آتی اچھلی۔

کیا ہو رہا ہے یہ سب۔۔۔۔۔؟؟؟ وہ لال انگارہ آنکھیں لیے آگے بڑھا

تم۔۔۔۔۔ تم سیمبل اس حد تک گر گئی کہ۔۔۔۔۔ اور فصی تو۔۔۔۔۔

تمہیں شرم نہیں آئی دوستی کی آڑ میں یہ گندا کھیل کھیلتے ہوئے۔۔۔۔۔ یہ بیوی تھی میری کوئی کال گرل نہیں۔۔۔۔۔

شٹ اپ۔۔۔۔۔ وہ اپنے لیے لفظ کال گرل سن کی چلائی

یو شٹ اپ بلڈی بیچ۔۔۔۔۔ وہ دھاڑتا ہوا سیمبل کے بال پکڑ چکا تھا۔۔۔۔۔



بتاؤ کب سے۔۔۔۔۔ کب سے کھیل رہی تھی یہ گھناؤنا کھیل۔۔۔۔۔ بولو۔۔۔۔۔ ورنہ اسی زمین میں گاڑ دوں گا تمہیں۔۔۔۔۔ ضرار نے اسکے بالوں کو جھٹکا دیا  
سیمل کی چیخ بلند ہوئی۔۔۔۔۔ چھوڑو مجھے جنگلی، وحشی۔۔۔۔۔ چھوڑو۔۔۔۔۔  
فصی پلیز ہیلپ۔۔۔۔۔ وہ چلائی  
ضرار لیو ہر۔۔۔۔۔ آئی سیڈ لیو ہر۔۔۔۔۔ فصی آگے بڑھا  
ہٹو پیچھے یہ میرا اور اس کا معاملہ ہے تم سے بھی نیٹ لوں گا میں۔۔۔۔۔ حرام زادے  
اوائے۔۔۔۔۔ گالی مت دے ورنہ۔۔۔۔۔ فصی نے دھمکی دی  
ورنہ کیا۔۔۔۔۔ کیا کرو گے۔۔۔۔۔ ضرار سیمل کو جھٹکتا فصی کی طرف بڑھا  
لسن ضرار۔۔۔۔۔ میں اور سیمل ایک دوسرے کو لائنک کرتے ہیں اور ایک ساتھ رہنا چاہتے ہیں۔۔۔۔۔ اس لیے  
تم سیمل کو۔۔۔۔۔ وہ رکا  
لے جاؤ اسے ابھی اور اسی وقت۔۔۔۔۔ میرا اس سے کوئی تعلق نہیں۔۔۔۔۔  
میں ضرار شاہ اپنے پورے ہوش و حواس میں سیمل فاروق تم کو طلاق دیتا ہوں۔۔۔۔۔ طلاق دیتا۔۔۔۔۔ طلاق دیتا  
ہوں  
نکلو یہاں سے دو، چار دن میں ڈائیورس پیپرز تمہارے بوائے فرینڈ کے گھر پہنچا دوں گا۔۔۔۔۔ نکلو۔۔۔۔۔ ضرار  
سیمل کو گھسیٹا باہر گیٹ کی طرف بڑھا اور اُسے گیٹ سے باہر دھکا دیا۔۔۔۔۔ اس گھر میں خالی ہاتھ آئی تھی اور

اب اس نے فصی کی طرف دیکھا۔۔۔۔۔ جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔

ایک مرد اسی عورت کو عزت بناتا ہے جو اسکی عزت کی حفاظت کرنے والی ہو، اس سے وفا کرنے والی ہو۔۔۔۔۔ مگر یہ عورت۔۔۔۔۔ اس نے سیمبل کی طرف انگلی کی۔۔۔۔۔ یہ عورت اس قابل نہیں کہ ضرار شاہ اسکو مزید اپنی عزت بنائے رکھتا۔۔۔۔۔ اس کیساتھ لائف گزارتا۔۔۔۔۔ کیونکہ یہ مجھے۔۔۔۔۔ ضرار شاہ۔۔۔۔۔

کوڈیزرو نہیں کرتی۔۔۔ اسکی لائف میں تم جسے مرد کو ہی ہونا چاہیے۔۔۔

چلے جاؤ اسے لے کر۔۔۔۔۔ جاووووو۔۔۔۔۔ وہ دھاڑتا کھٹاک سے گیٹ بند کر گیا۔۔۔۔۔

اب وہ زمین پر بیٹھا گھٹنوں میں سر دیے رو رہا تھا۔۔۔۔۔

ضرار شاہ رو رہا تھا۔۔۔۔۔ زندگی میں پہلی بار۔۔۔۔۔

مگر شاید یہ پہلی بار ہی آخری بار بھی تھا۔۔۔

جاری ہے





وہ جلدی سے گرینی کے نحیف وجود کو بازوؤں میں بھر کر ہو سہیل بھاگا۔۔۔۔۔

.....

ڈاکٹر نے گرینی کی بے ہوشی کی وجہ سٹریس بتائی تھی۔۔

تو کیا وہاں جو بھی ہوا گرینی وہ سب جان گئیں ہیں۔۔۔۔۔؟؟؟

نہیں اگر گرینی کو کچھ ہوا تو میں تم دونوں کو ہرگز زندہ نہیں چھوڑوں گا۔۔۔

نہیں چھوڑوں گا میں تم دونوں کو۔۔۔۔۔ ضرار جگہ کی پرواہ کیے بغیر اردو میں بلند آواز سے چلایا۔

ارد گرد بیٹھے لوگوں نے حیرت سے اسے چلاتے دیکھا مگر وہ سب گورے بات سمجھنے سے قاصر تھے۔۔۔۔۔

اتنے میں نرس نے اطلاع دی کہ گرینی کو ہوش آگیا ہے۔۔۔۔۔ وہ تیز تیز قدم اٹھا تا روم کی طرف بڑھا۔۔۔

گرینی بیڈ کی بیک سے ٹیک لگا کر تھوڑی سی اوپر اٹھی بیٹھیں تھیں۔۔۔

کیسی طبیعت ہے گرینی۔۔۔۔۔ وہ پاس آکر بولا

سیمل کہاں ہے۔۔۔۔۔؟؟ گرینی نے نحیف سی آواز سے پوچھا

وہ۔۔۔۔۔ وہ گرینی۔۔۔۔۔ سیمل گھر پر ہے۔۔۔۔۔ ضرار نے انکی طبیعت کے پیش نظر جھوٹ بولا

نکال دو اُسے۔۔۔۔۔ نکال دو اُسے گھر سے ضرار وہ۔۔۔۔۔ وہ اس قابل نہیں۔۔۔۔۔ وہ تمہارے قابل

نہیں۔۔۔۔۔ گرینی روتے ہوئے انک انک کر بول رہی تھیں

پلیز گرینی سٹریس مت لیں۔۔۔۔۔ میں نکال دوں گا اُسے۔۔۔۔۔ آپ اپنی طبیعت خراب مت کریں۔

نہیں تم ابھی جاؤ اور جا کر اُسے۔۔۔۔۔ وہ رُکیں۔

گرینی میں نے نکال دیا ہے اسے گھر سے بھی اور اپنی لائف سے بھی ہمیشہ کے لیے۔۔۔۔۔ پلیز آپ ٹینشن مت لیں۔۔۔۔۔ ضرار گرینی کا ہاتھ تختہ پتاتے بولا

ہاں ٹھیک کیا وہ۔۔۔۔۔ وہ اچھی نہیں تھی۔۔۔۔۔ وہ دھوکہ دے رہی تھی۔۔۔۔۔ وہ فسی کیساتھ۔۔۔۔۔ میں جانتا ہوں گرینی۔۔۔۔۔ بلکہ سب دیکھ چکا ہوں۔۔۔۔۔ اسی لیے ڈائورس دے دی ہے اسے۔۔۔۔۔ ریلی۔۔۔۔۔ تم نے چھوڑ دیا اسے۔۔۔۔۔ وہ حیران ہوئیں لیں۔۔۔۔۔

آپ پلیز ریٹ کریں۔۔۔۔۔ ڈاکٹر نے آج آپ کو گھر لے جانے سے منع کیا ہے۔۔۔۔۔ ہون۔۔۔۔۔ اچھا کیا۔۔۔۔۔ گرینی پر سکون سی سر ہلاتیں سیدھی ہو گئیں ضرار ان کے پاس ہی چیئر پر بیٹھ گیا

\*\*\*\*\*

ضرار گرینی کو میڈیسن دے کر سلا کر واپس گھر آ گیا تھا۔۔۔۔۔ کمرے میں داخل ہوتے ہی اسکی نظر وال پر ٹنگی تصویر پر پڑی۔۔۔۔۔ جس میں وہ سیمبل کے کندھوں پر بازو پھیلائے اسے ساتھ لگائے کھڑا تھا۔۔۔۔۔ یہ تصویر ملائیشیا ان کے ہنی مون ٹرپ پر لی گئی تھی۔۔۔۔۔ ضرار نے جھٹکے سے اُسے زمین بوس کیا۔۔۔۔۔ جو گر کر کرجی کرجی ہو چکی تھی۔۔۔۔۔

اب وہ وارڈروب کی طرف بڑھا۔۔۔۔۔ وہاں موجود سیمل کی ایک ایک چیز نکال کر واش روم میں پھینکی اور پھر سب کو اکٹھا کر کے آگ لگا دی۔۔۔۔۔

اس عمل سے فارغ ہو کر وہ واپس کمرے میں آیا۔۔۔۔۔ بیڈ پر بچھے کورز جھٹکے سے اتارے۔۔۔۔۔ ڈریسنگ ٹیبل پر پڑی لیڈیز کا سیمیٹکس کو ہاتھ مار کر نیچے گرایا۔۔۔۔۔  
اب وہ مٹھیوں میں بال جکڑے خود کو آئینے میں دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔ اُسے خود سے بھی گھن آرہی تھی کہ اُس نے ڈیڑھ سال اس عورت کیساتھ گزارے ہیں جو اسکی غیر موجودگی میں ناجانے کتنی بار اسکی عزت کا جنازہ نکال چکی ہوگی۔۔۔۔۔

نہیں۔۔۔۔۔ ایک دھاڑ کے ساتھ ضرار نے آئینے پر مکا مارا۔۔۔۔۔ جس سے ناصر ف شیشیہ کریک ہوا بلکہ اسکا اپنا ہاتھ بھی لہو لہان ہو گیا مگر ضرار کو کوئی پرواہ نہ تھی اس تکلیف کی۔۔۔۔۔  
وہ دیوانوں کی طرح کمرے کی ایک ایک چیز توڑ رہا تھا۔۔۔۔۔ وہ ان سب چیزوں کو توڑ دینا چاہتا تھا جن کو سیمل چھو چکی تھی۔۔۔۔۔

جب سب کچھ ٹوٹ بکھرا تو۔۔۔۔۔ تو وہ خود کو شاور کے نیچے کھڑا کر چکا تھا۔۔۔۔۔  
اب وہ خود کو پاک کر لینا چاہتا تھا جس نے بارہا اسکے وجود کو چھوا تھا۔۔۔۔۔ وہ اپنے جسم کو گر گر کر دھو رہا تھا۔۔۔۔۔ جیسے اپنے وجود سے سیمل کی نظر نہ آنے والی گرد کو دھو دینا چاہتا ہو۔۔۔۔۔

\*\*\*\*\*



اگلے دن وہ گرینی کو گھر لے آیا تھا۔۔۔ زندگی پھر سے پہلے ہی کی طرح ہو گئی تھی۔۔۔ آفس۔۔۔ گھر اور گرینی۔۔۔ یہی تین چیزیں پہلے تھیں اسکی لائف میں اور یہی اب رہ گئی تھیں۔۔۔ مگر وہ خود بہت بدل گیا تھا۔۔۔ ہسنا، ہسانا تو جیسے بھول چکا تھا وہ۔۔۔ ہمہ وقت سنجیدگی طاری کیے رکھتا چہرے پر گرینی سنبھال رہی تھی اسے مگر اس پر کسی چیز کا اثر نہیں تھا۔۔۔ سموکنگ اڈیکٹر بنتا جا رہا تھا۔۔۔ گرینی اسے بارہا شادی کا کہہ چکیں مگر شادی کے نام پر وہ ایسا چڑتا کہ ارد گرد موجود ہر چیز کرچیوں میں بدل کر دم لیتا۔۔۔ گرینی اسکی حالت دیکھ کر پریشان ہوتی رہتیں۔۔۔ وہ ضرار جسے غصہ چھو کر نہیں گزرتا تھا اب وہی ضرار کوئی بات تحمل سے نہیں کرتا تھا ماتھے پر ہر وقت تیوری چڑھی رہتی یوں جیسے ہر چیز کو قدموں تلے روند دینا چاہتا ہو۔۔۔۔۔۔

عجیب سی اکھڑ شخصیت میں بدل چکا تھا وہ۔۔۔۔۔۔

اس واقعے کے ایک سال بعد گرینی بھی ضرار کو چھوڑ گئیں۔۔۔ اب وہ بالکل اکیلا رہ گیا تھا۔۔۔۔۔۔ گھر کی تنہائی سے بے زار ہو کر وہ ساری ساری رات سگریٹ ہاتھ میں لیے انگلیٹنڈ کی سڑکوں پر پھرتے گزار دیتا۔۔۔۔۔۔

اب وہ سکون کی خاطر اور اپنی پیچھلی ماندہ زندگی کو بھولنے کی خاطر کبھی کبھی شراب پینا بھی شروع کر چکا تھا۔۔۔۔۔۔

انہی دنوں عالم شاہ پاکستان سے انگلینڈ آئے اور بیٹے کی حالت دیکھ کر دنگ رہ گئے۔۔۔۔۔ یہ ہرگز ضرار نہ تھا۔۔۔۔۔ یہ تو کوئی اور ہی بن گیا تھا۔۔

وہ فورس کر کے اسے اپنے ساتھ پاکستان لے آئے تھے۔۔۔

اماں جان (دادی) کے پیار بھرے رویے نے ضرار کو بہت ڈھارس دی تھی اور وہ کافی حد تک خود کو کمپوز کر چکا تھا۔۔۔۔۔

گرینی اور سیمل کے بعد اماں جان وہ تیسری عورت تھیں جن کے قریب وہ ہو گیا تھا۔۔۔۔۔

وہ چھ سات ماہ حویلی میں گزار کر اسلام آباد آ گیا تھا۔۔۔۔۔ جہاں اس نے عالم شاہ کی مدد سے اپنا ٹیکسٹائل بزنس شروع کیا۔۔۔ اور پوری لگن اور توجہ سے اتنے کم عرصے میں خود کو اسلام آباد کے ٹاپ بزنس مینز میں شامل کر لیا تھا۔۔۔۔۔

وہ اسلام آباد میں ہی گھر لے چکا تھا ہر ماہ میں ایک دفعہ حویلی جا کر اماں جان اور عالم شاہ سے مل آتا۔۔۔۔۔ بزنس کے علاوہ بھی کافی ایکٹیویٹیز میں انوالو ہو کر خود کو مصروف کر چکا تھا۔۔۔ اکثر ٹائٹ کلب بھی جاتا تھا۔۔۔۔۔ جہاں اسے ایہا ہاشم ملی تھی۔۔۔۔۔

اسے دیکھ کر ضرار کو نفرت محسوس ہوئی تھی۔۔۔۔۔ جو وہاں اپنی عزت کا سودا کرنے آئی تھی۔۔۔۔۔ مگر اسکی مجبوری سن کر ناجانے کیوں ضرار کو اس پر ترس آیا کہ وہ بنا سوچے سمجھے دس لاکھ کا چیک لے کر اُس کے پیچھے بھاگا تھا۔۔۔۔۔

جسے وہ جانتا نہ تھا۔۔۔ جس سے وہ پہلی بار ملا تھا۔۔۔

اس نے ترس اور جھد ری کرنا تو کب کا چھوڑ دیا تھا۔۔۔۔۔ پھر کیوں کیا اس نے ایسا۔۔۔۔۔؟؟؟ اس کیوں کا جواب فلحال اس کے پاس نہ تھا۔۔۔۔۔ اپنی اس حرکت پر وہ خود بھی حیران تھا۔۔۔۔۔

یہ تھی ضرار شاہ کی پچھلی زندگی کی کہانی جس میں سیمبل فاروق نامی لڑکی ہوا کے جھونکے کی مانند آئی اور چلی بھی گئی۔

اور اُسے ایک نئے ضرار شاہ میں بدل کرنا جانے اپنے اُس-----کیساتھ کہاں گئی۔۔۔

ضرار نے ڈائیورس پیپر ز فنی کے گھر پہنچا دیے تھے۔۔۔ آگے سیمیل کیساتھ کیا ہوا ضرار کو اس سے کوئی سروکار نہ تھا۔۔۔ اور ہونا بھی نہیں چاہیے تھا۔۔۔

ایہا نے ایک پرائیوٹ سکول میں جاب شروع کر دی تھی۔۔۔ شام کو بچوں کو ٹیوشن بھی دیتی مگر ان چند ہزار روپوں سے گھر کا خرچ بہت مشکل سے کھینچ کھینچ کے ہو رہا تھا۔۔۔۔



وہ بہت سی جگہوں پر اپلائی کر چکی تھی مگر جن جگہوں پر وہ انٹرویو دینے گئی۔۔۔ وہاں کے آفیسرز کی نظروں میں اپنے لیے ہوس دیکھ کر وہ پیچھے ہٹ گئی۔۔۔ وہ پھر سے ایسی جگہ جاب کر کے کسی دلدل میں پھنسنا نہیں چاہتی تھی۔۔۔۔۔ جہاں سے اس پاک پروردگانے اس فرشتے کو بھیج کر نکال لیا تھا۔۔۔۔۔

وہ کون تھا۔۔۔؟؟؟ ایسا اکثر سوچتی مگر اسے تلاش کرنے میں کامیاب نہ ہو سکی۔۔۔ وہ تلاش بھی کہاں کرتی کوئی سراغ ہی نہیں تھا اس کے پاس اس شخص کا۔۔۔ اور جو نشانی تھی وہ۔۔۔

وہ اکثر اپنے ہاتھوں کو چھوکرائس کے لمس کو محسوس کرتی تھی مگر یہ لمس بھی اس مہرباں کو تلاش کرنے میں مددگار ثابت نہیں ہو سکتا تھا۔۔۔

ایہا آج سرد اینڈ سٹریز میں انٹرویو دینے آئی تھی۔۔۔۔۔ مگر وہاں موجود رنگ برنگی ماڈرن لڑکیوں کو دیکھ کر مایوس ہو چکی تھی۔۔۔۔۔

اس کا نمبر بیسواں تھا۔۔۔۔۔ مگر پندرہ نمبر پورے ہونے کے بعد ایک ماڈ سی لڑکی پروفیشنل مسکر اہٹ کیساتھ باقی کینیڈیٹس سے معذرت کر گئی تھی کہ ان کا انٹرویو مکمل ہو گا۔۔۔۔۔

وہاں موجود اکثر لڑکیاں چینی چلائیں کہ چار، پانچ گھنٹے بیٹھانے کے بعد انہیں کل پرٹا دیا گیا تھا مگر ایہا جانتی تھی اس آہ و بکا کا کوئی فائدہ نہیں۔۔۔۔۔ یہ امیروں کی دنیا ہے جہاں غریبوں کی مجبوریوں کو سمجھنے والا کوئی نہیں۔۔۔۔۔

وہ پرس اٹھاتی چادر ورست کرتی باہر نکلی۔۔۔۔ اور تیز تیز قدم اٹھاتی بس اسٹاپ کی طرف بڑھی۔۔۔

مگر ٹیکسی والوں کا کرایہ سن کر وہ بیچارے سی شکل بنا کر مڑک کنارے فٹ پاتھ پر کھڑی ہو گئی۔۔۔۔۔ کہ

جہاں سے ضرار شاہ اپنے دلکش سراپے سمیت مغرور چال چلتا سیڑھیاں اتر رہا تھا۔۔۔

دیکھا تھا اور اب وہ اسے دن کے اجالے میں دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔ مگر اس کا شک یقین میں دل کی گواہی پر بدلا کہ

سنو۔۔۔۔۔ رکو۔۔۔۔۔ پلیز میری بات سن لو۔۔۔۔۔ اووووو

مگر گاڑیوں کے بے ہنگم شور کی وجہ سے یہ آواز ضرار شاہ تک پہنچنے میں ناکام رہی۔۔۔۔

ایہا اس جگہ پر پہنچ کر خالی ہاتھ لیے اپنی ناہموار سانسوں کو ہموار کرنے لگی۔۔۔۔۔

ایہا نے اپنا سانس بحال کیا اور جلدی سے اس کیفے کی طرف بڑھی جہاں سے وہ ابھی نکل کر گیا تھا۔۔۔۔۔

وہاں داخل ہو کر امیر امیر حلیے کے لوگوں کو دیکھ کر کنفیوز ہوئی مگر پھر بھی ہچکچاتی ہوئی جلدی سے ریسپشن کی طرف گئی

اسلام و علیکم۔۔۔۔۔ اس نے پھولی سانس سے کہا

وہاں موجود لڑکے نے مرہلا کر جواب دیا

وہ ایکچولی مجھے کچھ پوچھنا تھا آپ سے۔۔۔ وہ ہچکچاتی

جی پوچھیں۔۔۔۔۔ وہ لڑکا حیران سا بولا

وہ۔۔۔۔۔ وہ۔۔۔۔۔ ابھی دس منٹ پہلے یہاں سے ایک آدمی باہر گیا ہے کیا آپ ان کا نام بتا سکتے ہیں

مجھے۔۔۔۔۔

لڑکا اسکی بات سن کر مسکرایا۔۔۔۔۔ میڈم یہاں سے دس منٹ میں دس آدمی باہر نکلے ہیں۔۔۔ مجھے کیا پتہ آپ

کس کا پوچھ رہی ہیں۔۔

نن۔۔۔۔۔ نہیں وہ۔۔۔۔۔ وہ جس نے بلیک تھری پیس پہنا تھا اور براؤن بال تھے اُسکے۔۔۔۔۔ وہ ہکلائی

بابا بابا۔۔۔۔۔ آپ مڑ کر دیکھیے کتنے لوگوں نے بلیک تھری پیس پہن رکھا ہے اور بال بھی براؤن ڈائی کروا

رکھے ہیں۔۔۔۔۔؛

اگر آپ نہیں جانتے تو سیدھی طرح سے بتا دیں فضول بات کو کیوں بڑھا رہے ہیں۔۔۔ ایہا کو اسکے مسلسل ہسنے

نے آگ لگائی



لعنت ہو تم پر کہینے۔۔۔ ایسا اسکی بات سمجھ کر چلائی۔۔۔

بے غیرت نہ ہو تو۔۔۔ وہ بڑبڑاتی ہوئی مڑی۔۔۔ اسے اپنے پیچھے اس لوفر کی ہنسی سنائی دی۔۔۔

ضرار صاحب حویلی سے فون آیا تھا۔۔۔۔۔ بڑی بی بی کا۔۔۔۔۔ وہ کوٹ اتار رہا تھا جب نواز (ملازم) نے

اطلاع دمی

خبریت

جی وہ آپ کا سیل بند تھا شاید اس لیے لینڈ لائن پر کال کی۔۔۔

ہون۔۔۔۔۔ میں کرتا ہوں کال۔۔۔ تم ایسے کرو کھانا لگا دو بھوک لگی ہے۔۔۔ آج لنچ بھی نہیں کیا۔۔۔۔۔

جی۔۔۔۔۔ میں لگواتا ہوں ابھی۔۔۔۔۔ نواز سر ہلاتا چلا گیا

ضرار نے سیل پر حویلی کا نمبر ڈائل کیا اور اماں جان سے بات کرنے لگا۔۔۔۔

نہیں۔۔۔ ناں۔۔۔ اچھا سوری معاف کر دیں میں آ رہا ہوں کل۔۔۔

جی۔۔۔جی۔۔۔جی۔۔۔وہ مسکرایا

انشاء اللہ کل شام آپ کے پاس ہوں گا اماں جان۔۔۔۔۔ اوکے ٹیک کئیر خد حافظ

وہ سیل ٹیبل پر رکھتا سیٹی بجاتا و اش روم چلا گیا۔۔۔۔  
اماں جان سے بات کر کے اس کا موڈ فریش ہو چکا تھا۔۔۔۔

ایہا عشاء کی نماز پڑھ کر ہٹی تھی جب نیہا اس کے پاس آئی۔۔۔  
کیا ہوا ہے پریشان لگ رہی ہو۔۔۔۔  
نہیں ایسی کوئی بات نہیں۔۔۔۔ وہ دوپٹہ اتارتی الماری کی طرف بڑھی  
تو پھر کھانا کیوں نہیں کھایا۔۔۔  
ویسے ہی بھوک نہیں تھی۔۔۔۔  
بھوک کیوں نہیں تھی۔۔۔۔ تکرار ہوئی  
نیہا میری ماں مت بنو سمجھی۔۔۔۔ ایہا غصے سے بولی  
دیکھا۔۔۔۔ کوئی نہ کوئی بات ہے ضرور جو اس طرح کاٹ رہی ہو۔۔۔۔  
انتہائی بد تمیز ہو تم۔۔۔۔ ایہا مڑی  
کھینکس۔۔۔۔ وہ مسکرائی۔۔۔۔ اچھا اب بتا دو کیا ہوا ہے۔۔۔۔ کیونکہ میں جانتی ہوں تم انٹرویو کی وجہ  
سے اپ سیٹ نہیں ہو۔۔۔۔ ایسے ہزاروں انٹرویو دیے ہیں تم نے۔۔۔۔ اس لیے اصل وجہ بتاؤ۔۔۔۔ نیہا نے  
اسے کندھوں سے پکڑ کر بیڈ پر بٹھایا اور خود بھی ساتھ بیٹھی۔۔۔۔  
ایہا کہ پاس اب بتانے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔۔۔۔





گولی مارو لوگوں کو پر یا اب کہاں سے ڈھونڈیں گے ہم اسے۔۔۔۔۔ جب سے امی کو پتا چلا ہے۔۔۔۔۔ وہ اٹھتے بیٹھتے اس نامعلوم کو ہی یاد کرتیں رہتی ہیں۔۔۔ ہمیں تو کوئی ایسی جگہ بھی نہیں پتا جہاں کنفرم ہو کہ وہ جاتا ہے۔۔۔۔۔ یہاں پر ریشانی سے کہا

مگر یہاں کی بات میں ایہا کو اس نامعلوم شخص کی موجودگی والی جگہ کا سراغ مل چکا تھا۔۔۔۔۔

جی ہاں۔۔۔۔۔ ایہا کے دماغ میں نائٹ کلب کا جھماکا ہوا تھا۔۔۔۔۔

جاری ہے





ایہا جیسے ہی پارلر میں اینٹر ہوئی وہاں کی چکا چوند دیکھ کر حیران رہ گئی۔۔۔۔۔ وہ پارلر تھا یا کوئی محل۔۔۔۔۔ اتنا خوبصورت اور ویل فرنشڈ پارلر ایہا نے آج پہلی دفعہ دیکھا تھا۔۔۔۔۔ وہ حیران سی آگے بڑھی اسلام و علیکم۔۔۔۔۔ اس نے وہاں موجود لڑکی سے کہا۔۔۔۔۔ جوئی شرٹ اور تنگ جینز پہنے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔

آئی ایم ایہا ہاشم۔۔۔۔۔ مجھے انٹر ویو کال آئی تھی۔۔۔۔۔  
اوہ۔۔۔۔۔ اس لڑکی نے ہونٹ سکیڑے۔۔۔۔۔ تم ہو ایہا ہاشم۔۔۔۔۔ وہ اس کے حلیے پر تمسخرانہ نظر ڈالتی مسکراتی جی۔۔۔۔۔

اوکے فائن سٹ ڈیر اینڈ ویٹ۔۔۔۔۔ میم ابھی نہیں آئیں۔۔۔۔۔ وہ روکھے انداز میں کہہ کر اپنے سیل پر بزی ہو گئی۔۔۔۔۔  
ایہا وہاں موجود صوفوں کی طرف بڑھ گئی۔۔۔۔۔

تقریباً آدھ گھنٹہ انتظار کے بعد ایک ماڈرن سی تیس، بتیس سال کی لڑکی داخل ہوئی اور سر ہلا کر سب کووش کرتی اپنے آفس میں چلی گئی۔۔۔۔۔

یہی ہوں گی میم۔۔۔۔۔ یہ بھی اتنی ماڈرن ہے اور میں۔۔۔۔۔ ایہا نے خود کو دیکھا۔۔۔۔۔ بلیک شلوار، براؤن قمیض پر بلیک بڑی سے چادر ماتھے تک اوڑھے وہ یہاں موجود سب لڑکیوں سے الگ تھلگ اور عجیب لگ رہی تھی۔۔۔۔۔



مس ایہا ہاشم۔۔۔۔۔ میم بلارہیں آپ کو۔۔۔۔۔ اطلاع دی گئی

جی۔۔۔۔۔ ایہا مرے مرے قدم اٹھاتی آفس گئی

جہاں موجود میم نے چند پیشہ ورانہ سوالات کیے۔۔۔۔۔

جی تو مس ایہا ہاشم۔۔۔۔۔ آپ کی ایجوکیشن اٹریکٹو ہے ہٹ۔۔۔۔۔ وہ رکی

ایکچولی ایہا۔۔۔۔۔ آپ کو خود میں تھوڑا سا چیخ لانا ہوگا

مثلاً۔۔۔۔۔ ایہا سمجھ تو گئی تھی مگر پھر بھی اسکے منہ سے سننا چاہتی تھی

آپ کو اپنی ڈریسنگ تھوڑی بدلنا ہوگی، بس۔۔۔۔۔ وہ مسکرائی

سوری میم۔۔۔۔۔ میں نہ تو دوپٹہ اتار کر پھر سکتی ہوں اور نہ ہی تنگ جینز پہن کر خود کو شو آف کر سکتی ہوں اسلئے

آپ اپنی ریکوارمینٹ کے مطابق ہی کسی کو ہائر کر لیں۔۔۔۔۔ ایہا بات ختم کرتی کھڑی ہوئی

مگر میں نے نہ تو تم سے دوپٹہ اتارنے کو کہا ہے اور نہ ہی جینز پہننے کو۔۔۔۔۔ وہ حیران ہوتی بولی

کہا نہیں پر کہنا تو یہی چاہ رہی ہیں۔۔۔۔۔

دیکھو ایہا مجھے واقعی پڑھے لکھے اور سنسیر اسٹاف کی ضرورت ہے۔۔۔۔۔ یہاں جو لڑکیاں پہلے موجود ہیں وہ

ماڈرن ضرور ہیں مگر محنتی نہیں ہیں۔۔۔۔۔ اسی لیے میں تمہیں اپائنٹ کرنا چاہ رہی ہوں۔۔۔۔۔ تمہارے حلے

سے مجھے کوئی اعتراض نہیں مگر اس چادر کی بجائے اگر دوپٹے سے خود کو کور کر لوگی تو بری نہیں لگوگی۔۔۔۔۔ پے

اور ٹائم بھی ڈسکس ہو جائے گا اگر تم ایگری ہو تو۔۔۔۔۔ وہ پینسل ایہا کو دیکھ کر بولی

ایہا سر ہلاتی واپس چیئر پر بیٹھ گئی۔۔۔۔۔

آنکھ میم نے سیلری اور ٹائم ڈسکس کر کے ایہا کو اوکے کیا۔۔۔۔۔ اور دو دن بعد وہاں جاب شروع کرنے کا کہا۔  
ایہا شکریہ ادا کرتی واپسی کے لیے نکلی۔۔۔۔۔ مگر جاتے جاتے اس کلب کے سامنے آنانہ بھولی جہاں وہ وقفے  
وقفے سے چار دفعہ آچکی تھی مگر وہ نہیں آیا۔۔۔۔۔  
آج بھی وہ مایوس سی واپس لوٹ آئی تھی۔۔۔۔۔

ضرار بیٹا شادی کر لے۔۔۔۔۔ کب تک یونہی چھڑا چھانٹ پھرتا رہے گا۔۔۔۔۔ اماں جان نے پاس بیٹھے ضرار کے  
کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔۔۔۔۔  
اماں جان میں جب بھی آتا ہوں۔۔۔۔۔ آپ شادی کی بات کرتی ہیں اسی لیے یہاں کم آنے لگا ہوں اور اسکی بھی  
شکایت ہے آپ کو۔۔۔۔۔ وہ نروٹھا سا بولا  
میری جان سمجھ میری بات کو۔۔۔۔۔  
مجھے شادی نہیں کرنی ہے کیسے سمجھاؤں آپ کو کہ مجھے اپنی زندگی میں اب کسی کی ضرورت نہیں۔۔۔۔۔  
دیکھ آج نہیں ہے ضرورت مگر مزید چند سال گزرنے پر تجھے گھر والی اور بچوں کی ضرورت محسوس ہوگی تب کیا  
کرے گا۔۔۔۔۔

اوف اماں جان یہ گھر والی کیا ہوتا ہے۔۔۔۔۔ وہ لفظ گھر والی سن کر محظوظ ہوا  
چل مجھے باتوں میں مت لگا مان جا میری بات ضرار۔۔۔۔۔ وہ بضد ہوئیں

اماں جان پلیرز۔۔۔ ابھی نہیں ابھی دل نہیں مانتا جب مجھے لگا کہ اب شادی کر لینی چاہیے تو آئی پر اس کر لوں  
گا

ہاں بڑھا ہو کر کرے گا۔۔۔ مگر تب کوئی تجھے اپنی لڑکی نہیں دے گا سمجھا۔۔۔ اماں جان نے تپ کر کہا  
اُنکے تپنے پر وہ قہقہہ لگا کر ہنسا۔۔۔

ارے بھئی کیا ہو رہا ہے۔۔۔ عالم شاہ مسکراتے ہوئے اماں جان کے کمرے میں داخل ہوئے  
کچھ نہیں۔۔۔ تیرے اس لاڈلے کو شادی کا کہہ رہی تھی۔۔۔ وہ ضرار کو دیکھ کر ناراض سی بولیں  
تو پھر مانا کہ نہیں۔۔۔ وہ مسکرائے

میری تو نہیں مانا۔۔۔ تم کہہ لو مان جائے تو۔۔۔

ضرار اماں ٹھیک کہہ رہی ہیں۔۔۔ اب تمہیں شادی کر لینی چاہیے۔۔۔ اُس واقعے کو گزرے پانچ سال  
ہونے والے ہیں۔۔۔ اور ضروری نہیں کہ ہر عورت ایک جیسی ہو۔۔۔ ایک بار اپنا اعتبار تو بحال کرو سب  
ٹھیک ہو جائے گا بیٹا۔۔۔ عالم شاہ نے بھی پیار سے سمجھایا

پلیرز ڈیڈ مجھے فورس مت کریں۔۔۔ مجھے شادی نہیں کرنی ہے۔۔۔ اُس فائنل۔۔۔ وہ سنجیدگی سے کہتا کمرے  
سے نکل گیا

کیسی ناہنجار لڑکی تھی وہ۔۔۔ جو میرے بچے کو بے اعتباری کا روگ لگا گئی۔۔۔ کیسے گزارے گا اب وہ زندگی  
اکیلے۔۔۔ پہلے ایک بیٹی کا غم سینے میں دبائے بیٹھی ہوں اور اب پوتے کا غم۔۔۔ وہ افسردہ ہوئیں



ایہا نے سکول کی جاب چھوڑ کر پارلر کی جاب کر لی تھی۔۔۔۔۔

وہ دو پہر بارہ بجے جاتی اور رات کو دس بجے واپس آتی۔۔۔۔۔ پک اینڈ ڈراپ اور اچھا سیلری پیکیج مل گیا تھا اسے اس جاب سے۔۔۔۔۔

شاذمہ نے منع کیا تھا کہ رات تک وہاں کام مناسب نہیں۔۔۔ مگر ایہا نے ماں کو مطمئن کر لیا تھا۔۔۔۔۔  
پارلر کی لڑکیوں سے اُس نے زیادہ میل جول نہیں کیا تھا۔۔۔۔۔ بس اپنے کام سے کام رکھتی تھی۔۔۔۔۔  
جس پر اسے سڑیل، ایگوائسٹک اور نجانے کیا کیا خطاب ملے۔۔۔ مگر اسے ان سب کوئی سروکار نہ تھا۔۔۔۔۔ وہ  
وقت سے جاتی اپنا کام کرتی اور واپس آ جاتی۔۔۔  
آنلہ میم اسکے کام سے خوش تھی۔۔۔۔۔ ایسے ایہا بھی مطمئن سی وہاں کام کر رہی تھی۔۔۔۔۔

میم آج مجھے ذرا جلدی گھر جانا ہے اس لیے نوبے آف مل سکتا ہے۔۔۔۔۔ ایہا میم آنلہ کے آفس میں چھٹی لینے آئی تھی

خیریت۔۔۔۔۔

جی میم۔۔۔۔۔

اوکے۔۔۔۔۔ بٹ جاؤ گی کیسے۔۔۔۔۔ وین تو سب لڑکیوں کو لے کر دس بجے نکلے گی

جی میم۔۔۔۔۔ میں ٹیکسی سے چلی جاؤں گی

اوکے فائن۔۔۔۔۔ یو کین گو۔۔۔۔۔ وہ مسکرائیں

کھینکس میم۔۔۔۔۔ ایہا شکریہ ادا کرتی چادر اوڑھتی جلدی سے باہر نکلی۔۔۔۔۔

اُسے کافی دن ہو گئے تھے کلب کی طرف گئے وہ آج وہاں جانا چاہتی تھی اس لیے جلدی نکل آئی تھی پارلر

سے۔۔۔۔۔

وہ آدھے گھنٹے سے وہاں کھڑی تھی۔۔۔۔۔ بہت سی گاڑیاں آئیں۔۔۔۔۔ بہت سے مرد آئے مگر وہ نہیں

آیا۔۔۔۔۔ وہ مزید دس منٹ بعد مایوس سی پٹی ہی تھی کہ سامنے سے آتی بلیک کار کو دیکھ کر رکی۔۔۔۔۔ اس میں

بیٹھے آدمی کو دیکھ کر وہ واپس مڑی اور تیز تیز قدم اٹھاتی کلب کی پارکنگ کی طرف بڑھی۔۔۔۔۔

رُکیے، سنئیے پلیز۔۔۔۔۔ وہ پھولی سانسوں کے درمیان بولی

ضرا پیچھے سے آتی نسوانی آواز پر رکا مگر پلٹا نہیں۔۔۔۔۔

ایہا جلدی سے سامنے آئی۔۔۔۔ اور اپنے سامنے اُسی بینڈ سم کو دیکھ کر دل پر ہاتھ رکھ کر سانس ہموار کرنے لگی

آواز آپ نے دی تھی۔۔۔۔ وہ اسکی خاموشی پر چڑا

جی۔۔۔۔ میں۔۔۔۔ میں ایہا۔۔۔۔ وہ اس کے تیور دیکھ کر بوکھلائی۔

سوری۔۔۔۔ مس ایہا۔۔۔۔ میں نے آپ کو کسی نیوز چینل میں بطور بریکنگ نیوز نہیں دیکھا۔۔۔۔ اس لیے معذرت۔۔۔۔ وہ سنجیدگی سے کہتا آگے بڑھا

پلیز پلیز سر رکیے۔۔۔۔ میری بات سنیں تو۔۔۔۔ ایہا نے جلدی سے آگے آکر راستہ روکا

واٹ دا ہیل و دیو۔۔۔۔ وہ اسکے راستہ روکنے پر سبک پا ہوا

س۔۔۔۔ سوری پلیز۔۔۔۔ میری بات

نہیں سننی مجھے کوئی بات۔۔۔۔ ہٹو سامنے سے۔۔۔۔ ضرار نے اسے بازو سے پکڑ کر ہٹایا

ایہا کو اسکا دیا پہلا لمس نہیں بھولا تھا اور اب اُسی ہاتھوں نے اسے بازوؤں سے پکڑا تھا وہ اسی لمس میں گم وہاں کھڑی رہ گئی

اوو میڈم راستے میں کیوں کھڑی ہو۔۔۔۔ راستہ چھوڑ کر کھڑی ہو۔۔۔۔ گن مین نے کرخت آواز میں کہا۔

ایہا ہوش میں آتی راستے سے ہٹی۔۔۔۔ وہ سنوا بھی جو اندر گئے ہیں ان کا نام کیا ہے۔۔۔۔

کون ضرار شاہ صاحب۔۔۔۔؟؟؟

ہاں ابھی جو یہاں میرے ساتھ کھڑے تھے۔۔۔۔



وہ ضرار صاحب تھے۔۔۔۔۔

مم۔۔۔ مجھے ان کا ایڈریس مل سکتا ہے۔۔۔

اوہ بی بی جو بھی مانگتا تھا ان سے مانگ لیتی، میں نہیں جانتا۔۔۔ جاؤ وقت مت ضائع کرو۔۔۔ وہ اکتاتا ہوا کہتا  
واپس اپنی جگہ پر چلا گیا

ایہا سوچ میں پڑ گئی آیا واپس چلی جائے یا پھر اندر۔۔۔۔۔ اگر واپس چلی گئی تو پھر وہ اس ضرار شاہ کو کہاں  
ڈھونڈے گی۔۔۔

مجھے اندر جا کر ایک بار بات کر لینی چاہیے پھر پتا نہیں ملے یا نہ ملے۔۔۔۔۔ ایہا یہی سوچتی آگے بڑھی  
وہ ہونق سی وہاں ادھر ادھر دیکھتی آگے بڑھ رہی تھی۔۔۔۔۔  
ضرار نے سیگٹ کا کش لگاتے ہوئے اُسے دیکھ لیا تھا۔۔۔۔۔

ایڈیٹ یہاں آگئی ہے۔۔۔ وہ پہچان چکا تھا اُسے مگر شو نہیں کرنا چاہتا تھا  
ایہا کی نظر بھی اس پر پڑ چکی تھی وہ جلدی سے اس تک آئی۔

دیکھیے پلیز ضرار شاہ صاحب میری بات سن لیں ایک دفعہ پلیز۔۔۔۔۔ وہ ماتحتی ہوئی  
ضرار نے ایک خون آلود نظر اس پر ڈالی اور ایش ٹرے میں سیگٹ مسل کر اپنا سیل اور گاڑی کی چابی اٹھاتا  
ایگزٹ کی طرف بڑھ گیا۔۔۔۔۔

یہ۔۔۔ یہ کیا کر رہا ہے۔۔۔۔۔؟؟؟ ایہا حیران ہوتی اُس کے پیچھے ہی باہر آئی

تو کون کہہ رہا ہے کرو بات۔۔۔۔۔ وہ بھی دویدو بولا

میں ہی پاگل تھی جو پچھلے چھ ماہ سے تم جیسے بد تمیز کو ڈھونڈ رہی تھی۔۔۔

ایگزیشن۔۔۔ تم مجھے پاگل ہی لگی ہو اگر کہتی ہو تو میں تمکو پاگل خانے ڈراپ کر سکتا ہوں۔۔۔ ضرار نے فرصت سے بازو باندھے گاڑی سے پشت لکائے اسکو دیکھ کر پوچھا۔۔۔۔۔

تم ہو پاگل تمہیں کسی سائیکسٹریٹس کی ضرورت ہے۔۔۔۔۔ اس لیے مجھے چھوڑنے کی بجائے خود جاؤ وہاں۔۔۔ وہ بلند آوازیں نتھنے پھلا کر چلائی

ضرر آج ناجانے کتنے عرصے بعد کسی لڑکی کو دیکھ کر مسکرایا تھا۔۔۔ وہ بھی اُسکے غصے سے پھولتے نکتھن دیکھ کر۔۔۔۔۔

میں جو کہ نہیں سنا ہی تھا۔۔۔۔۔ وہ اس کھڑوس کی مسکراہٹ دیکھ کر چڑی

مگر جو کر لگ ضرور رہی ہو۔۔۔ وہ گھل کر مسکرایا

میں یہاں تمہارا شکریہ ادا کرنے آئی تھی

کس لیے۔۔۔؟؟؟؟

تم نے اس روز مجھے چیک دے کر مجھ پر بہت بڑا احسان کیا تھا ضرار شاہ اور میں اسی کا شکریہ ادا کرنا چاہتی تھی۔۔۔

او کے۔۔۔۔ کر چکی اب جاؤ۔۔۔۔ وہ گا گلز پہنتا گاڑی ان لاک کر تاڈرا یونگ سیٹ پر بیٹھا  
رُکیے پلیز۔۔۔۔ میری بات تو۔۔۔۔۔

ابھی بھی رہتی ہے کوئی بات۔۔۔۔ وہ تیوری چڑھا کر بولا

جی۔۔۔۔ جی وہ میں آپ کے پیسے لوٹانا چاہتی ہوں۔۔۔۔ وہ جلدی سے بولی

تو لوٹا دو۔۔۔۔ لا پرواہی سے کہا گیا

مگر کہاں۔۔۔۔ میرا مطلب ہے آپ کا کوئی ایڈریس یا فون نمبر۔۔۔۔۔

ان کی ضرورت نہیں۔۔۔۔ تم اکثر یہاں آتی رہتی ہوگی۔۔۔۔ ضرار نے کلب کی طرف اشارہ کیا۔۔۔۔ میں

بھی آتا ہوں یہاں۔۔۔۔ یہیں لوٹا دینا۔۔۔۔ کہہ کر دروازہ بند کر تا گاڑی بڑھالے گیا۔۔۔۔

پچھے ایہاں اسکی بات کا مفہوم سمجھتی ساکت تھی۔۔۔۔۔

کیا وہ مجھے ایسی لڑکی سمجھ رہا ہے۔۔۔۔؟؟؟

جاری ہے



قسط 8

وہ کیا کہہ گیا تھا ایہا کو۔۔۔۔ وہ حیران تھی ضرار شاہ کی بات سن کر۔۔۔۔

وہ مجھے ایسی لڑکی سمجھ رہا ہے۔۔۔۔ او نہہ

خود جو ایسا ہے اس لیے دوسروں کو بھی اپنے جیسا سمجھتا ہے۔۔۔۔ بد تمیز۔۔۔۔ اسٹوپیڈ

وہ کڑھ کر ضرار کو مختلف خطاب دیتی واپس گھر آگئی۔۔۔۔

\*\*\*\*\*

ایہا تمہیں آنکھ میم اپنے آفس میں بلارہی ہیں۔۔۔۔ ساعقہ نے ریسپشن پر موجود ایہا سے کہا  
او کے آتی ہوں۔۔۔۔

ایہا آنکھ میم کے آفس میں داخل ہوئی

جی میم آپ نے بلایا۔۔۔۔؟؟؟

ہاں ایہا بیٹھو تم۔۔۔۔ آنکھ نے چیر کی طرف اشارہ کیا

کھینکس۔۔۔۔ ایہا بیٹھ گئی

وہ انکچولی ایہا مجھے کچھ پرسنل پوچھنا تھا تم سے۔۔۔۔۔ اف یو ڈونٹ مائنڈ

جی میم پوچھیں۔۔۔۔ وہ حیران ہوئی

آریو انگلیجڈ۔۔۔۔؟؟؟

نومیم۔۔۔۔

اوکے۔۔۔۔ وہ اصل میرے پاس ایک پرپوزل تھا بہت اچھا، میں نے سوچا تم سے بات کر لوں۔۔۔۔  
میں کیا کہہ سکتی ہوں میم۔۔۔۔ جو بھی کہیں گی امی ہی۔۔۔۔  
اوکے تم مجھے اپنی مدر کا کانٹیکٹ نمبر دے دو، میں بات کر لوں گی ہاں۔۔۔۔ وہ مسکرائی۔  
جی۔۔۔۔ ایہا گھر کا سیل نمبر لکھ کر واپس آگئی  
ایسا کونسا پرپوزل ہو گا میم کے پاس جو میرے لیے ہے۔۔۔۔ وہ سوچتی ہوئی کام مصروف ہو گئی۔

ایہا تھکی تھکی گھر آئی مگر رات کے اس پہر مالک مکان کو گھر میں دیکھ کر حیران رہ گئی۔۔۔۔۔ جو اونچی آواز  
میں چلا رہا تھا  
کیا بات ہے کیوں چلا رہے ہو۔۔۔۔۔ ایہا بھی بلند آواز سے بولی  
بیاتم کمرے میں جاؤ میں دیکھ لوں گی۔۔۔۔۔ شاذمہ بولیں  
نہیں امی مجھے بات کرنے دیں  
ہاں بولو۔۔۔۔۔ وہ اسکی جانب مڑی  
تمہاری ماں کو پچھلے ماہ بتایا تھا کہ گھر کا کرایہ تین ہزار بڑھا دیا ہے مگر اس ماہ کا کرایہ پھر پہلے جتنا ہی دیا  
کیوں۔۔۔۔۔؟؟؟

دیکھو چاچا۔۔۔۔ ہم نے اتنا ہی کرایہ دینا ہے کوئی بڑھا کر نہیں دینے والے اس لیے روز روز یہاں آکر تماشہ  
مت کیا کرو۔۔۔۔

وہ ایہا کے چاچا کہنے پر سخت بد مزہ ہوا۔۔۔۔۔  
تو پھر گھر خالی کرو

کر دیں گے دو تین ماہ تک۔۔۔۔۔ جاؤ اب یہاں سے۔۔۔۔۔  
ابھی تو جا رہا ہوں مگر ایک ماہ کا وقت ہے تم ماں بیٹیوں کے پاس۔۔۔۔۔ میرا گھر خالی کر دو ورنہ سامان اٹھوا  
کر باہر پھینکو ادوں گا۔۔۔۔۔ وہ ہاتھ اٹھا کر وارننگ دیتا چلا گیا

خدا کی پناہ بہت ہی بد زبان ہے یہ۔۔۔۔۔ ابھی تمہارے آنے سے پہلے اتنی واہیات باتیں کہہ رہا تھا  
مکینہ۔۔۔۔۔ یہاں نے کڑھ کر کہا

دروازہ مت کھولا کرو اتنی دفعہ منع کیا ہے۔۔۔۔۔ اس منحوس کی بات بند دروازے سے سنا کرو۔۔۔۔۔  
اچھا بس کرو اب تم دونوں۔۔۔۔۔ میں عشاء کی نماز پڑھ لوں۔۔۔۔۔ بیا تم کھانا کھا کر میری بات سنو آ  
کر۔۔۔۔۔ شاذمہ ایہا سے کہتیں کمرے میں چلی گئیں۔۔۔۔۔  
جی آتی ہوں۔۔۔۔۔

ایہا سارے کاموں سے فارغ ہو کر شاذمہ بیگم کے کمرے میں آئی۔۔۔۔۔  
جی امی بتائیں کیا بات کرنی تھی آپ کو۔۔۔۔۔ اس نے ماں کی ٹانگیں دباتے پوچھا  
ایہا وہ آج رفعت آئیں تھیں یہاں کے سکول کی پرنسپل۔۔۔۔۔



(نیہانے بھی قریبی سکول میں ٹیچنگ جاب کر لی تھی کچھ ماہ پہلے)

وہ کیا کرنے۔۔۔۔۔ وہ حیران ہوئی

وہ اپنے چھوٹے بھائی کے لیے نیہا کا رشتہ لائی ہیں۔۔۔۔۔

اچھا ا۔۔۔۔۔ وہ خوش ہوئی

کیا کرتا ہے لڑکا۔۔۔۔۔؟؟؟

ایم کام کر کے بینک کی جاب کر رہا ہے اچھی تنخواہ ہے۔۔۔۔۔ اکلوتا بھی ہے۔۔۔۔۔ بڑی دو بہنیں

ہیں۔۔۔ ایک تو رفعت ہے اور دوسری رافعہ ہے دونوں شادی شدہ ہیں۔۔۔۔۔ گھر میں بس والدین اور اسد

(لڑکا) ہی ہوتے ہیں

لگ تو مناسب رہا ہے۔۔۔۔۔ آپ نے کیا کہا پھر۔۔۔۔۔ وہ ایکسائینڈ ہوئی

میں نے کہا ہے سوچ کر بتاتے ہیں مگر بیاوہ لوگ جلد شادی کے خواہش مند ہیں

تو کیا ہوا امی ہم دیکھ لیتے ہیں لڑکا اگر اچھا ہوا تو کر دیں گے۔۔۔۔۔

وہ تو ٹھیک ہے مگر اتنے پیسے۔۔۔۔۔ وہ خاموش ہوئیں

امی بینک میں ہیں کچھ رقم، اس سے زیادہ نہ سہی مگر تھوڑا بہت ہو ہی جائے گا۔۔۔۔۔ ویسے بھی وہ ہمارے حالات

دیکھ ہی گئیں ہیں۔۔۔۔۔

بینک میں پیسے کہاں سے آئے۔۔۔۔۔ وہ حیران ہوئیں

وہ۔۔۔۔۔ وہ امی۔۔۔۔۔ وہی ہیں جو وہ اس شخص نے دیے تھے،

آپکے آپریشن اور ادویات کا خرچ نکال کر جو بچے تھے میں نے بینک میں ڈپازٹ کر دے تھے  
تمہیں ملا کہیں وہ۔۔۔۔۔

نہیں۔۔۔۔۔ ایہا نے نہیں میں سر بلایا۔

ناجانے کون تھا۔۔۔ کسی اچھے ماں باپ کی ہی اولاد ہو گا تبھی تو اتنا رحم مل تھا کہ بنا جان پہچان کے اتنی بڑی رقم  
دے گیا۔۔۔ شاذمہ متاثر تھیں اس ان دیکھے شخص سے

اونہ۔۔۔۔۔ اچھا۔۔۔۔۔ پورا بد تمیز ہے وہ رحم مل شخص۔۔۔ ایہا کو ضرار شاہ سے ہوئی ملاقات یاد آئی۔  
چلو پھر میں ان کو کہہ دیتی ہوں کہ ہم لڑکا دیکھ لیں پہلے پھر ہی کوئی فائنل فیصلہ ہو گا۔۔۔۔۔  
جی۔۔۔۔۔

بس کرو تھکی ہوئی آئی ہو جا کر آرام کرو۔۔۔ انہوں نے محبت سے اسکے ہاتھ پکڑ کر کہا  
جی۔۔۔۔۔ جارہی ہوں آپ بھی آرام کریں۔۔۔ ایہا مسکراتی ہوئی باہر نکل آئی  
تھا تو بد تمیز مگر ہمارے لیے تو فرشتہ ہی

ثابت ہوا ہے۔۔۔۔۔ اسکے دیے پیسوں سے یہ کام بھی آدھا ہو جائے گا۔۔۔۔۔

تم جہاں بھی رہو ضرار شاہ، خوش رہو۔۔۔ ایہا نے تصور میں ضرار کو دیکھ کر دل سے دعا دی، اور بستر پر لیٹ کر  
آنکھیں میچ لیں۔

ایہا اور شاذمہ بیگم دونوں لڑکا دیکھ آئیں تھیں۔۔۔۔۔ انہیں لڑکا اور گھر دونوں ہی پسند آئے تھے۔

ایہا نے محلے والوں سے اور بینک میں ایک دو لوگوں سے معلومات لے لی تھیں۔۔۔۔۔  
یوں ہر طرف سے پازٹیو ریسپونس پر ہاں کر دی گئی تھی، اور ایک ماہ بعد کی ڈیٹ فکس ہوئی تھی شادی کی۔۔۔۔۔  
اسد کے والد بیمار تھے اس لیے وہ لوگ جلد شادی کرنا چاہتے تھے۔۔۔۔۔  
کوئی مرد تو تھا نہیں ایسے ایہا ہی سب دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔ اسد کے گھر والوں نے جہیز سے منع کر دیا تھا۔  
اس لیے شاذمہ بیگم کی ذمہ داری کافی کم ہو گئی تھی۔۔۔۔۔ مگر پھر بھی جتنا کر سکتیں تھیں کر رہیں تھیں۔  
ایہا بھی بہت مصروف تھی آجکل جاب کیساتھ ہی بازار کے چکر بھی لگ رہے تھے  
آج وہ میم آنلہ سے ہاف لیو لینے آئی تھی۔۔۔۔۔  
میرج ہال کی بنگلہ کروانے جانا تھا اس نے۔۔۔۔۔  
میم مجھے ہاف لیو مل جائے گی  
خیریت۔۔۔۔۔ آنلہ نے تیوری چڑھا کر پوچھا  
ایہا نوٹ کر رہی تھی کچھ دن سے آنلہ کا رویہ اسکے ساتھ کافی آکورڈ تھا  
جی میم وہ میری سس کی شادی ہے تو اسی سلسلے میں ہال بک کروانے جانا ہے  
اوہ تو تمہاری مدر تم سے پہلے تمہاری چھوٹی بہن کی شادی کر رہی ہیں سرنج۔۔۔۔۔ اسی لیے مجھے انکار کر دیا۔  
میں سمجھی نہیں میم آپ کی بات۔۔۔۔۔ ایہا حیران ہوئی  
میں نے تمہاری مدر سے بات کی تھی تمہارے پرنسپل کی جو تمہیں بھی بتایا تھا  
مگر انہوں نے فوراً ہی انکار کر دیا۔۔۔۔۔



کیا تھا اگر مراد پہلے سے شادی شدہ اور دو بچوں کا باپ تھا۔۔۔۔۔ مگر تھا تو پیسے والا اور بیوی بھی مرچکی تھی، دو چھوٹے چھوٹے بچے ہیں اب۔۔۔۔۔ تھوڑا بہت کمپر مائز کر لیتیں تو زندگی سنور جاتی تم لوگوں کی۔۔۔۔۔ وہ ناک چڑھا کر بولی

مگر امی نے نامناسب سمجھ کر ہی منع کیا ہو گا میم۔۔۔۔۔ آئی ایم سوری اگر آپ کو برا لگا تو۔۔۔۔۔ ایہا نے معذرت کی

نہیں مجھے کیوں برا لگے گا مراد کو تو بہت سی لڑکیاں مل جائیں گی مگر تمہارا۔۔۔۔۔ وہ رکی۔۔۔۔۔ اوکے فائن تم چلی جاؤ

تھینک یو میم۔۔۔۔۔ ایہا شکریہ ادا کرتی باہر آ گئی۔۔۔۔۔ امی نے مجھ سے تو کوئی بات نہیں کی اس بارے میں حیرت ہے۔۔۔۔۔

وہ حیران ہوتی چادر اوڑھ کر ہال بک کر وانی چل دی

کر وائی ہال کی بنگ۔۔۔۔۔ ایہا کو کمرے میں آتے دیکھ کر شاذ مہ نے پوچھا

نہیں۔۔۔۔۔ کھر اجواب آیا

کیوں۔۔۔۔۔ وہ کام چھوڑ کر پلٹیں

وہ پیسے بہت زیادہ مانگ رہے تھے امی ہمارے پاس اتنے پیسے نہیں ہیں۔۔۔۔۔ اس لیے میں کیٹرننگ والوں سے

بات کر آئی ہوں وہ گھر میں ہی انتظام کر دیں گے

ہر گز نہیں۔۔۔۔۔ ان لوگوں نے جہیز سے بھی منع کر دیا۔۔۔۔۔ اب ان کے مہمانوں کو کھانا پانی تو اچھا دینا چاہیے ہمیں۔۔۔۔۔

وہ تو گھر میں بھی دے سکتے ہیں۔۔۔ توجیہ دی گئی

گھر میں اتنا مناسب انتظام نہیں ہو گا۔۔۔ اور پھر گھر میں کونسا تمہارا باپ بھائی موجود ہے جو بھاگ دوڑ کرے گا۔۔۔۔۔

مگر امی پیسے۔۔۔۔۔ وہ منمنائی

میں کر لوں گی۔۔۔۔۔ تم چائے پانی پی لو پھر جیولر کے پاس جانا ہے

جیولر کے پاس کیا کرنے۔۔۔۔۔ ایہا حیران ہوئی

بیابہ بات کی کھال مت اتارا کرو، جاؤ، اٹھو۔۔۔۔۔ انہوں نے بازو پکڑ کر اُسے کھڑا کیا

امی کہیں آپ اپنے کنگن تو نہیں بیچنے کا سوچ رہی۔۔۔۔۔ وہ تہہ تک پہنچی

ایہا۔۔۔۔۔ تنبیہ ہوئی

امی پلیز وہ کنگن تو آپ نے ابا سے بھی بچا چھپا کر رکھے تھے کہ وہ آپ کی اماں کی نشانی تھی۔۔۔۔۔ پھر اب کیوں

بیچ رہی ہیں؟

تمہیں جو کہا ہے وہ کرو۔۔۔۔۔ ورنہ میں اکیلی چلی جاؤں گی سمجھی

اچھا جارہی ہوں۔۔۔۔۔ ایہا اماں کے تیور دیکھ کر باہر نکل گئی۔۔۔

\*\*\*\*\*

ڈیڈ آپ-----وہ جلدی سے کمبل ہٹا کر بیڈ سے اترا

جی ہاں ہم۔۔۔۔۔ تم نے تو بتایا نہیں کہ طبیعت ٹھیک نہیں۔۔۔۔۔ مگر ہمیں پرواہ ہے اسی لیے چلے

آئے۔۔۔۔۔ وہ بیٹے سے بغلیں ہوتے بولے

نہیں ٹھیک ہوں میں۔۔۔ بس ذرا کام ہو گیا تھا۔۔۔ بتایا اس لیے نہیں کے اماں جان پریشان ہو جاتیں  
نواز بتا رہا ہے کل لاہور جا رہے۔۔۔

جی کام ہے کچھ۔۔۔۔۔ ضرار نے آہستہ سا جواب دیا

سب سے پہلے صحت کو رکھا کرو پھر باقی کام۔۔۔۔۔ بہت لاپرواہ ہو گئے ہو اپنی طرف سے۔۔۔۔۔ اسی لیے ہم چاہتے ہیں شادی کر لو تاکہ کوئی تو ہو جو تمہارا خیال رکھے اور ہم بھی بے فکر ہو جائیں۔۔۔۔۔ عالم شاہ نے پھر سے شادی کا موضوع چھیڑا

ڈیڈ پلینز۔۔۔۔ میں کوئی بچہ نہیں کہ مجھے کسی خیال رکھنے والی کی ضرورت ہو۔۔۔۔ میں اپنا خیال خود رکھ سکتا ہوں

مگر بیٹا جی زندگی گزارنے کے بہت سے تقاضے ہیں۔۔۔ اور ان تقاضوں کو پورا کر کے ہی ہم ایک آئیڈیل

لائف گزارتے ہیں۔۔۔ انہوں نے سمجھانا چاہا

آپ آج رکیں گے ناں۔۔۔ میں نواز سے کہتا ہوں وہ آپ کی پسند کا مینیو گنگ کو بتا دے۔۔۔ ضرار بات بدلتا

کھڑا ہوا



ارے نہیں یار۔۔۔ مجھے زمینوں کا کچھ کام ہے اس لیے کچھری جانا ہے۔۔۔ وہیں سے واپس حویلی کے لیے نکل جاؤں گا۔۔۔ تم آرام کرو۔۔۔ تمہیں دیکھنے ہی آیا تھا میں۔۔۔ دیکھ لیا اب چلتا ہوں۔۔۔ خیال رکھا کرو یار۔۔۔ عالم شاہ نے اس کے پاس جا کر کندھا تھپتھپایا جی۔۔۔ آپ ڈرائیور کے ساتھ آئے ہیں

ہاں کرم داد ہے میرے ساتھ۔۔۔ چلتا ہوں۔۔۔ انہوں نے مصافحہ کیا اور نکل گئے ضرار پورچ تک انہیں چھوڑنے آیا تھا

ایہا کی بات سچ نکلی۔۔۔ شاذمہ بیگم واقعی ہی اپنے کنگن بیچنے آئیں تھیں

امی مت کریں ایسا۔۔۔ وہ ماں کے کان میں بڑبڑائی

چپ ہو جاؤ ایہا۔۔۔ تنگ مت کرو مجھے۔۔۔ وہ غصے سے کہتیں شاپ کیپر سے پرائس طے کرنے لگیں۔

ایہا کو چار ونا چار چپ ہی ہونا پڑا۔

وہ دونوں پیسے لے کر شاپ سے باہر نکلیں۔

اب ہمیں ہال بک کروانا ہے میں وہاں سے (انہوں نے سڑک کے دوسری جانب اشارہ کیا)۔ ٹیکسی کا پتا کرتی ہوں تم تب تک وہ فروٹ والے سے انگور لے آؤ۔۔۔

ایہا کو پسند ہیں۔۔۔ انہوں نے پیسے پکڑائے

جاتی ہوں میں۔۔۔ مگر آپ مجھے آنے دیں پھر اکٹھے ہی روڈ کراس کریں گے۔۔۔ ایہا نے سڑک پر رواں

دواں گاڑیوں کو دیکھ کر کہا۔

بچی نہیں ہوں میں کرلوں گی روڈ کر اس اور ویسے بھی لیٹ ہو رہے ہیں۔۔۔ ابھی مغرب ہو جائے گی نیہا گھر پر اکیلی ہے۔۔۔ تم جاؤ دھیان سے۔۔۔ شاباش میرا بچہ۔۔۔ وہ مسکرائیں

او کے جاتی ہوں۔۔۔ ایہا تیز تیز قدم اٹھاتی اس فروٹ والے کی طرف بڑھی۔۔۔ ایک دو بار پلٹ کر ماں کو بھی دیکھا اپنی تسلی کر کے۔۔۔ وہ فروٹ والے سے قیمت پر بحث کرنے لگی۔

ایک سو پچاس روپے بہت زیادہ ہیں بھائی میں ایک سو دوں گی  
ارے جانے دو باجی کس زمانے کی بات کرتا ہے۔۔۔ اب تم کو کون دے گا سو روپے کا۔۔۔ وہ اتنا کم ریٹ سن  
کر بد مزہ ہوا

اچھا چلو ایک سو بیس لے لو اس سے زیادہ ایک روپیہ نہیں دوں گی  
 باجی ایک سو چالیس ----

نہیں میں ایک سو بیس ہی۔۔۔ چڑ۔۔۔ ٹ۔۔۔ ٹ۔۔۔ ٹ۔۔۔ ٹ۔۔۔ ٹ۔۔۔ ٹ کی آواز  
نے اسکی بات روکی۔

ایہا جلدی سے پلٹی۔۔۔۔۔ امی۔۔۔۔۔ ی۔۔۔۔۔ ی اُسکے منہ سے چیخ بلند ہوئی۔

عالم شاہ ضرار کی طرف سے ہو کر کورٹ گئے اور وہاں کا کام نیپٹا کر وہ واپس حویلی کے لیے جا رہے تھے۔۔۔۔۔ جب راستے میں لوگوں کا ہجوم دیکھا جو راستہ بلاک کیے ہوئے تھا۔

لگتا ہے کوئی ایکسٹینٹ ہوا ہے شاہ جی۔۔۔ کرم داد (ڈرائیور) نے اندازہ لگایا

ہوں۔۔۔۔ مجھے بھی یہی لگ رہا ہے۔

میں دیکھتا ہوں جا کر۔۔۔۔ کرم داد گاڑی سے نکل کر ہجوم کی طرف گیا

عالم شاہ نے چند منٹ انتظار کیا اور گاڑی سے نکلنے ہی والے تھے کہ کرم داد ہانپتا ہوا واپس آیا۔۔۔۔

شاہ۔۔۔۔ شاہ جی۔۔۔۔ وہاں۔۔۔۔ وہاں۔۔۔۔ وہ پھولی سانسوں کے درمیان اٹک اٹک کر بولا۔

کیا ہوا کرم داد خیریت۔۔۔۔ وہ کرم داد کے اڑے حواس دیکھ کر پریشان ہوئے (کرم داد حویلی کا بہت پرانا

ملازم تھا وجاہت شاہ نے ہی رکھا تھا اُسے جب وہ صرف اٹھارہ سال کا تھا اور اب اُسے حویلی میں آئے لگ بھگ

پچیس، تیس سال ہو گئے تھے اور اب وہ حویلی کا ایک ضروری فرد ہی بن چکا تھا)۔

شاہ جی۔۔۔۔ وہاں چلیں جلدی۔۔۔۔ کرم داد نے ہجوم کی طرف اشارہ کیا۔

عالم شاہ نا سمجھی سے لمبے لمبے ڈگ بھرتے ہجوم کو چیرتے جاسے وقوعہ پر پہنچے۔۔۔۔ مگر وہاں خون میں لت پت

وجود کو سڑک کے پیچوں بیچ گرے دیکھ کر سکت ہو چکے تھے۔۔۔۔

اُن کے منہ سے سرگوشی برآمد ہوئی۔۔۔۔ شاہ زادہ۔۔۔۔

جاری ہے



قسط 9

شاذمہ۔۔۔۔۔عالم شاہ کے منہ سے سرگوشی ابھری۔۔۔۔۔  
اتنے میں وہاں ایبوس آپچی تھی۔۔۔۔۔جو شاذمہ بیگم کے خون آلود وجود کو ہوسپٹل لے کر روانہ ہو گئی۔  
شاہ جی۔۔۔۔۔کرم داد نے عالم شاہ کا کندھا ہلایا  
ہاں۔۔۔۔۔ہوش۔۔۔۔۔وہ چونکے  
شاہ جی ہو سپٹل۔۔۔۔۔کرم داد نے وہاں جانے کا پوچھا  
ہاں۔۔۔۔۔ہاں جلدی۔۔۔۔۔میں حویلی کال کرتا ہوں۔۔۔۔۔عالم شاہ کہتے ہوئے اپنی لینڈ کروڑ کی جانب  
بڑھے

.....  
جب تک عالم شاہ اور کرم داد ہو سپٹل پہنچے وہ لوگ شاذمہ بیگم کو ایمر جنسی میں شفٹ کر چکے تھے۔۔۔۔۔  
ایہا وہیں ایمر جنسی سے باہر بیٹھی رو رہی تھی۔۔۔۔۔جب ڈاکٹر آئی سی یو سے باہر آیا۔  
عالم شاہ صاحب آپ۔۔۔۔۔وہ حیران ہوتا ایہا کو چھوڑ کر عالم شاہ کی طرف بڑھا  
جی۔۔۔۔۔شی ازمانی سسر شاذمہ وجاہت شاہ۔۔۔۔۔  
ایہا اس انکشاف پر دنگ سی کھڑی تھی۔  
اوہ آئی سی۔۔۔۔۔ڈاکٹر رضانے سر ہلایا۔

رضا صاحب کیسی طبیعت ہے۔۔۔ وہ فکر مندی سے بولے  
 فعال تو کچھ نہیں کہہ سکتے بلڈنگ بہت زیادہ ہو چکی ہے۔۔۔۔ اکیچونکی یہ ایکسٹینٹ پولیس کیس ہے اس لیے  
 ہم ٹریٹمنٹ میں۔۔۔

پلیمر رضا صاحب آپ ٹریڈنٹ شروع کریں۔۔۔ آئی ول بی ہینڈ لڈ ایوری تھینگ۔۔۔  
اوکے۔۔۔۔۔ ڈاکٹر رضا واپس آئی سی یو میں چلے گئے۔۔۔  
عالم شاہ ایہا کی طرف آئے جو ہچکیوں سے رو رہی تھی۔۔۔

سب ٹھیک ہو جائے گا بیٹا پریشان مت ہو۔۔۔۔۔ انہوں نے ایسہا کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا  
باپ کہاں ہے تمہارا۔۔۔۔۔؟؟؟ سوال ہوا

ایہا نے سرخ سوجی آنکھیں عالم شاہ پر دکائیں  
نہیں ہیں۔۔۔۔۔ مختصر جواب آیا

یہ دوسرا جھٹکا تھا جو عالم شاہ کو آج لگا۔۔۔ ہاشم مبین کی موت کوئی اور بہن، بھائی۔۔۔؟؟؟

ایک۔۔۔۔۔ چھوٹی بہن ہے۔۔۔۔۔

او کے بیٹا آپ گھر کا ایڈرس بتاؤ کرم داد اسے لے آئے گا۔۔۔۔۔

جی۔۔۔۔۔ ایہا نے سر ہلا کر ایڈرس بتایا اور ساتھ ہی نیہا کو فون پر انفارم کیا۔۔۔

عالم شاہ نے ہر معاملے میں بہت بھاگ دوڑ کی۔۔۔ پولیس جو وہاں ایکسٹینٹ کی تفتیش کے لیے آئی تھی۔۔۔ ان سے بھی وہی پٹے تھے۔

ایہا کے لیے فی الوقت وہ فرشتہ ہی ثابت ہوئے تھے۔۔۔ اس لیے وہ پچھلے مردے اکھاڑنے کی بجائے خاموش تھی۔

ڈیڑھ گھنٹے کے کھٹن انتظار کے بعد ڈاکٹر رضا اور ڈاکٹر سیف باہر آئے تھے عالم شاہ جلدی سے آگے بڑھے۔

شاہ صاحب۔۔۔ اگلے اڑتالیس گھنٹے کریٹیکل ہیں اگر اس دوران ہوش آجاتا ہے تو سروس وائیو کرنے کے چانسز ہیں اور وائز۔۔۔ ڈاکٹر رضا خاموش ہوئے۔

آپ دعا کریں ان شاء اللہ آل وُد بی فائن۔۔۔ ڈاکٹر سیف کندھے پر تسلی بھرا ہاتھ رکھ کر چلے گئے۔ آپ ٹینشن مت لیں شاہ صاحب اللہ نے چاہا تو سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔ ہوش۔۔۔ ڈاکٹر رضا بھی چند تسلی کے فقرات کہہ کر اپنی ڈیوٹی پر چلے گئے۔

اب وہاں عالم شاہ، ایہا، نیہا اور کرم داد موجود تھے اور ان کے علاوہ خوفناک خاموشی۔۔۔۔۔

اڑتالیس میں سے پندرہ گھنٹے گزر چکے تھے مگر ابھی تک شاذمہ بیگم کو ہوش نہیں آیا تھا حویلی سے بھی اماں جان۔۔۔ عالمگیر شاہ (بڑے بیٹے)۔۔۔ نصرت عالمگیر شاہ اور مسز عالم شاہ ہو سہیل آ چکے تھے۔